مسئلہ تراویح پر

غیر مقلدین کے 10 سوالوں کا جواب

اور غیر مقلدین سے 20 سوال

مؤلف

استاذ المناظرین
حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

فہرست مضامین

سوال نمبر1 بمع جواب	3	مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس تراویح	31
صحتِ حدیث	3	تراویح دوسری صدی میں	35
سوال نمبر2 بمع جواب	6	تراویح تیسری صدی میں	35
سوال نمبر 3 بمع جواب	7	تراویح چوتھی صدی میں	35
تشریح احادیث	8	تراویح پانچویں صدی میں	35
قاعدہ نمبر 1، قاعدہ نمبر 2	8	تراویح چھٹی صدی میں	35
غیر مقلدین کی دلیل پر چھ اعتراض	10	تراویح ساتویں صدی میں	35
ہمارا سوال	12	تراویح آٹھویں صدی میں	35
سوال نمبر 4 بمع جواب	13	تراویح نویں صدی میں	35
تشریح احادیث	15	تراویح دسویں صدی میں	36
تائیدات	15	تراویح گیارھویں صدی میں	36
نتائج عبارات	19	تراویح بارھویں صدی میں	36
ہمارے چار سوال	20	تراویح تیرھویں صدی میں	36
سوال نمبر 5 بمع جواب	21	تراویح چودھویں صدی میں	36
سوال نمبر6 بمع جواب	23	تراویح عہد سعودی میں	36
ہمارے دو سوال	26	ہمارے دو سوال	37
سوال نمبر7 بمع جواب	27	**سوال نمبر9 بمع جواب**	38
ہمارا سوال	30	**سوال نمبر10 بمع جواب**	39
سوال نمبر8 بمع جواب	30	غیر مقلدین سے بیس سوالات	39

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال نمبر 1: ......کیا نبی پاک ﷺ سے بیس تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: ......جی ہاں نبی کریم ﷺ سے بیس تراویح پڑھنا ایسی حدیث کے ساتھ ثابت ہے جو محدثین کے اصولوں کے مطابق صحیح بھی ہے اور متواتر بھی ہے وہ حدیث یہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرَ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸، اتحاف الخیرۃ المہرۃ ج ۲ ص ۴۲۴ تاریخ بغداد ج ۱۵ ص ۳۴، ذیل تاریخ بغداد ج ۱۸ ص ۱۸۹، الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۲۴۰، المعجم الکبیر ج ۵ ص ۴۳۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پکی بات ہے رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اور سنن کبریٰ بیہقی میں ہے **فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ** کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

محدثین حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی تراویح کی تعداد بتانے کیلئے اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیس تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

صحتِ حدیث ...... یہ حدیث نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے حتیٰ کہ متواتر ہے محدثین اور فقہاء حضرات کا اصول ہے کہ اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہو لیکن حدیث کا مضمون ایسا ہو کہ خلفاء راشدین، جماعت صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) یعنی پوری امت مسلمہ کا اس پر لگاتار عمل ہو (جس کو فقہاء کرام کی اصطلاح میں تعامل، تواتر عملی، اجماع عملی اور توارث کہا جاتا ہے اور محدثین حضرات اسے تلقی بالقبول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں) تو وہ حدیث متواتر شمار ہوتی ہے اور وہ اپنے ثبوت میں سند کی اور راویوں کی جانچ پڑتال کی محتاج نہیں ہوتی جیسا کہ پہلی کا چاند ثبوت میں گواہوں کا محتاج ہوتا ہے لیکن چودھویں کا چاند اپنے ثبوت میں گواہوں کا محتاج نہیں ہوتا اس کے ثبوت کیلئے اس

کی ہر سو پھیلی ہوئی چاندنی کافی ہے بس اسی طرح جس حدیث پر امت کا عملی تواتر ہو تو ہر زمانہ میں ہر جگہ اس پر عمل کی روشنی اس کے ثبوت کیلیے کافی ہے رسول اللہ ﷺ کی بیس تراویح والی حدیث پر عملی تواتر ہے بس یہی اس کی صحت وثبوت کیلیے کافی ہے۔

ایک غیر مقلد نے کہا...... کہ میں حدیث کو تواتر سے نہیں مانتا صحیح سند سے مانوں گا۔

میں نے کہا...... میں قرآن کی سب آیات کی بات نہیں کرتا سورت فاتحہ کی سات آیات ہیں جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں آپ ان سات آیات میں سے ہر آیت کی سند اپنے سے رسول اللہ ﷺ تک پیش کریں۔

وہ فورا کہتا ہے...... کہ یہ تواتر سے ثابت ہے اس کیلیے سند کی کیا ضرورت ہے؟

میں نے کہا...... پتہ چل گیا کہ جب کوئی چیز تواتر سے ثابت ہو جائے تو اس کے ثبوت کیلیے سند کی ضرورت نہیں رہتی جب وہ ثبوت میں سند کی محتاج نہیں تو ضعف سند کی وجہ سے اس کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ جیسے راویوں کی توثیق سے ضعف سند کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے اسی طرح تواتر سے بھی ضعف سند والا اعتراض ختم ہو جاتا ہے بلکہ بطریق اولی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ راویوں کی توثیق میں محدثین کی غلطی کا امکان ہوتا ہے لیکن اجماع عملی اور تواتر عملی میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا۔

میں نے مزید کہا...... کہ آپ اپنے ماں باپ کے نکاح کے گواہ پیش کریں تا کہ آپ کا حلالی ہونا ثابت ہو جائے۔

وہ کہنے لگا...... میں اپنے ماں باپ کے نکاح کے گواہ نہیں جانتا اس لیے گواہ پیش کرنا تو کجا میں تو گواہ بتا بھی نہیں سکتا۔

میں نے کہا...... پھر آپ کا حلالی ہونا کیسے ثابت ہوگا۔

وہ کہنے لگا...... کہ میرے باپ کا نکاح مسجد میں ہوا تھا اس نکاح میں اور ولیمہ میں ہمارے

سب گاؤں والے شریک ہوئے تھے اس لئے میں گواہ تو نہیں بتا سکتا البتہ گاؤں کے سب لوگوں کی نکاح اور ولیمہ میں شرکت سے نکاح اور میرا حلالی ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

میں نے کہا...... گواہوں کی شہادت کے بغیر آپ کے گاؤں کے لوگوں کی نکاح اور ولیمہ میں چند منٹوں کے اجتماع سے آپ کے ماں باپ کا نکاح اور آپ کا حلالی ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو خلفاء راشدین، جماعت صحابہ، تابعین، تبع تابعین سے لے کر فرنگی دور حکومت تک صدہا سال عالم اسلام کے سب مسلمان ہر مسجد میں ہر سال ماہ رمضان میں پورا ماہ بیس تراویح پڑھتے رہے ہیں تو تمام مسلمانوں کے اس حدیث پر عملی اجماع سے یہ حدیث کیوں ثابت نہیں ہو سکتی؟ اور اگر ہر زمانہ میں ہر جگہ کے سب مسلمانوں کے اس عملی اجماع سے یہ حدیث ثابت نہیں ہو سکتی تو پھر آپ کی بستی کے لوگوں کی نکاح اور ولیمہ کے اجتماع سے آپ کا حلالی ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

وہ کہنے لگا...... آپ کی ان مثالوں اور عقلی دلیلوں سے تو یہ بات سمجھ آتی ہے لیکن آپ اس اصول کا ثبوت محدثین اور فقہاء سے پیش کریں۔

میں نے کہا...... جناب! دیکھئے یہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث اصول حدیث کی کتاب ہے اس کے ص۱۲۰ پر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اِذَا تَلَقَّتِ الْاُمَّةُ الضَّعِيْفَ بِالْقَبُوْلِ يُعْمَلُ بِهٖ عَلَى الصَّحِيْحِ حَتّٰى اَنَّهٗ يَنْزِلُ مَنْزِلَةَ الْمُتَوَاتِرِ فِيْ اَنَّهٗ يُنْسَخُ الْمَقْطُوْعُ بِهٖ جب ضعیف حدیث کے قبول کرنے پر امت عملاً متفق ہو تو اس پر صحیح حدیث کی طرح عمل کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ متواتر شمار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قطعی نص بھی منسوخ ہو سکتی ہے۔

مزید حوالہ جات کیلئے عقد الجید ص۵۲، مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیہ ج۱۸ ص۲۴۷، تدریب الراوی ص۱۵، الروضۃ الندیہ ص۵، الفقیہ والمتفقہ للخطیب ج۱ ص۱۴۲، اعلام الموقعین، الاستذکار لابن عبدالبر، التمہید لابن عبدالبر،

نیز غیر مقلد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب اپنی ایک دلیل کے متعلق لکھتے ہیں ''اس حدیث کی سند بالاتفاق ضعیف ہے لیکن اس کو تمام امت نے بالاتفاق قبول کیا ہے اس کی قبولیت پر عملی تواتر ثابت ہے'' (رسول اکرم ﷺ کی نماز ص ۹)

لہذا بیس تراویح والی اس حدیث کی سند اور اس کے راویوں پر بحث کرنا محدثین اور فقہاء کے مسلمہ اصول کے خلاف ہے رہی بات اس حدیث پر عملی اجماع اور عملی تواتر کی تو وہ آنے والے سوالات کے جواب میں ملاحظہ کیجئے گا۔

سوال نمبر 2:......کیا نبی پاک ﷺ سے تراویح باجماعت پڑھنا ثابت ہے؟

جواب:......رسول اللہ ﷺ نے صرف تین رات تراویح باجماعت پڑھائی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے تراویح کی جماعت نہیں کرائی اور فرمایا مجھے خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ کردی جائے پس آئندہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل ترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے اس مضمون کی حدیثیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں ملاحظہ کیجئے بخاری ج ا ص ۱۰۱، ۲۶۹، قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۳، ۱۵۴

ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کنارے میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ حضرت یہ وہ لوگ ہیں جو اچھی طرح قرآن نہیں پڑھ سکتے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے فرمایا انھوں نے درست کیا یا یہ فرمایا کہ انھوں نے اچھا کام کیا ہے

(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۵)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا پسند تھا مگر فرضیت کے خوف کی وجہ سے جماعت ترک کردی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایک سال تک تراویح انفراداً پڑھی جاتی رہی اور جماعت کا باقاعدہ اہتمام نہ کیا گیا جب فرض ہونے کا خوف نہ رہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے دوسرے سال تراویح باجماعت کردی اگرچہ یہ کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کر سکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت صدیقی میں ان کو مختلف فتنوں سے سابقہ پڑا مثلاً مسیلمہ کذاب کا فتنہ، منکرین زکاۃ کا فتنہ، مرتدین قبائل کا فتنہ وغیرہ وہ ان کی سرکوبی میں مصروف رہے اور قدرت کی طرف سے ان کو خلافت کا وقت بھی تھوڑا ملا (دو سال کچھ ماہ) جسمیں وہ صرف ان فتنوں کا سدباب کر سکے اور دیگر اصلاحی امور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت یہ سارے فتنے نیست ونابود ہو چکے تھے اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اصلاحی امور کی طرف متوجہ ہوئے اور مختلف اصلاحی احکام نافذ فرمائے جن کی تفصیل ازالۃ الخفاء میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 3:...... نبی پاک ﷺ نے باجماعت تراویح کی کتنی رکعات پڑھی ہیں؟

جواب:......اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اس مضمون کی جو حدیثیں صحیح ہیں مثلاً حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ، حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان میں رکعات کی تعداد مذکور نہیں اور جن میں تعداد مذکور ہے وہ سنداً ضعیف ہیں وہ دو حدیثیں ہیں۔

(1)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔

(2)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ رمضان کی آج والی رات میں مجھ سے ایک عجیب چیز صادر ہوئی آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ عورتیں میرے گھر میں موجود تھیں انھوں نے کہا ہم قرآن نہیں پڑھ

سکتیں ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتی ہیں سو میں نے ان کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔
ان دونوں حدیثوں کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں یعقوب قمی اور عیسی بن جاریہ لہذا یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ان میں نہ تراویح کی صراحت ہے، نہ آٹھ سے زائد رکعات کی نفی ہے۔

تشریح احادیث حدیث کی تشریح اور توضیح میں دو قاعدے ملحوظ رکھیے۔

قاعدہ نمبر 1......اگر حدیث کے ایک مفہوم کے مطابق سب حدیثوں میں توافق و موافقت پیدا ہوتی ہو اور سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہو اور دوسرے مفہوم کے مطابق حدیثوں میں تضاد اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہو اور سب حدیثوں پر عمل بھی نہ ہوتا ہو تو موافقت والا مفہوم راجح اور صحیح ہوگا اس کے مقابلہ میں حدیثوں میں تضاد پیدا کرنے والا مفہوم مرجوح اور غلط ہوگا۔

قاعدہ نمبر 2......ضعیف حدیثیں اگرچہ مستقل دلیل نہیں بن سکتیں لیکن مجمل حدیثوں کی تشریح میں کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں کیونکہ محض رائے کے ساتھ تشریح کرنے سے ضعیف حدیثوں کو ملحوظ رکھ کر ان کی روشنی میں تشریح اور وضاحت کرنا ہزار درجے بہتر ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھائیں اس میں مفہوم کے لحاظ سے دو احتمال ہیں۔

(1)......ان آٹھ رکعتوں سے تہجد کی آٹھ رکعتیں مراد ہیں اور ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح پڑھائی اور آٹھ رکعت تہجد پڑھائی ہو جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلدیت کے بانی میاں نذیر حسین رمضان میں تراویح کے بعد تہجد پڑھتے تھے اور آج کل حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں بیس تراویح کے بعد رات کے اخیر میں آٹھ رکعت تہجد پڑھتے ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں نہ تراویح کی صراحت ہے نہ کوئی ایسا لفظ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ آٹھ رکعات تراویح تھی تہجد نہیں تھی

(2)......دوسرا احتمال جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات تہائی رات تک، دوسری رات نصف رات تک، تیسری رات سحری تک تراویح پڑھائی (قیام

رمضان للمروزی ص۱۵۳) تو ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی دو راتوں میں آٹھ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی ہوں اور باقی بارہ رکعتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھ کر بیس تراویح مکمل کی ہوں مگر تیسری رات میں پوری بیس تراویح باجماعت سحری تک پڑھائی ہوں۔ اس کی تائید حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور ضعیف حدیث سے ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ (تاریخ جرجان ج۱۱ص۱۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کی ایک رات نکلے پس آپ نے لوگوں کو چوبیس رکعتیں (۴ فرض، ۲۰ تراویح) اور تین وتر پڑھائے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن حمید الرازی ضعیف ہے تاہم تائید بن سکتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعت اور بیس رکعت والی اپنی دونوں قسم کی روایتوں میں رسول اللہ ﷺ کے دونوں عمل بتائے ہیں۔

اسی طرح حضرت جابر کی دوسری حدیث جس میں ابی بن کعب کے عورتوں کو آٹھ رکعت پڑھانے کا ذکر ہے اس میں بھی ممکن ہے آٹھ رکعت سے تہجد مراد ہو اور کوئی ایسا لفظ نہیں جو ان کے تراویح ہونے پر اور تہجد کے نہ ہونے پر دلالت کرے۔

آٹھ رکعت والی حدیث کی اس تشریح کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیس تراویح والی مرفوع متواتر حدیث کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے...... اسی طرح بیس تراویح پر تین خلفاء راشدین عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اجماع کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے...... اجماع صحابہ، اجماع تابعین و تبع تابعین اور اجماع ائمہ اربعہ کے ساتھ بھی موافقت ہو جاتی ہے۔ نیز اس کے مطابق آٹھ اور بیس کا ٹکراؤ بھی ختم ہو جاتا ہے اور آٹھ اور بیس والی دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے اس لیے یہ تشریح راجح اور صحیح ہے۔ اور اس سے بیس تراویح ثابت ہوتی ہے اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس تشریح کی صحت پر مذکورہ بالا تمام امور دلائل ہیں کیونکہ اس تشریح کے مطابق

تراویح بیس رکعت ثابت ہوتی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا مرفوع متواتر حدیث اور اجماع خلفاء راشدین اجماع صحابہ اجماع تابعین وتبع تابعین اور اجماع ائمہ اربعہ بھی بیس تراویح پر ہے اس لئے یہ تشریح صحیح بھی ہے اور مدلل بھی ہے

جبکہ غیر مقلدین ان حدیثوں کی تشریح میں یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف آٹھ تراویح پڑھائی ہیں اس سے زائد انفرادا یا اجتماعا رکعتیں نہیں پڑھی گئیں اس تشریح کے مطابق غیر مقلدین کے دعوی کے دو حصے ہیں (۱) کہ آپ نے صحابہ کرام کو آٹھ تراویح پڑھائی ہے (۲) آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں آپ نے اور صحابہ کرام نے انفرادا یا اجتماعا نہیں پڑھیں غیر مقلدین کے پاس دعوے کے ہر دو حصوں پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ آٹھ رکعت والی حدیثوں میں تراویح کی صراحت نہیں ہے اور غیر مقلدین ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں آٹھ کا عدد ہو اور تراویح کی صراحت ہو اسی طرح دوسرے دعوے پر بھی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں پس یہ محض ان کی اپنی ذاتی رائے ہے اس کے باوجود آٹھ اور بیس رکعات والی حدیثوں میں ٹکراؤ بھی باقی رہ جاتا ہے۔

نیز یہ تشریح بیس تراویح والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع متواتر، اجماع خلفاء راشدین، اجماع صحابہ، اجماع امت اور ائمہ اربعہ کے اتفاق کے بھی خلاف ہے۔

<u>ایک غیر مقلد نے کہا</u>...... کہ آٹھ تراویح کے اثبات اور اس سے زائد رکعات کی نفی پر دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

<u>میں نے کہا</u>...... غیر مقلدین کی اس دلیل پر چھ اعتراض ہیں۔

(1)...... ایک اعتراض یہ ہے کہ تمھارے دعوی اور دلیل میں مطابقت نہیں کہ یہ دونوں دعوے تراویح کے بارے میں ہیں اور جو تم نے حدیث پیش کی ہے اس میں تہجد کا ذکر ہے کیونکہ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد پڑھی جاتی ہے۔

(2)...... دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں گیارہ سے زیادہ رکعت کی نفی ہے جبکہ صحیح

بخاری ص ۱۵۳ اور قیام اللیل للمروزی ص ۸۳ پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح صادق سے پہلے رات کو تیرہ رکعات پڑھتے اور طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتیں پڑھتے لہذا گیارہ سے زیادہ رکعتیں ثابت ہو گئیں تو نفی کیسے درست ہے۔

(3)...... تیسرا اعتراض یہ ہے کہ غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ تراویح کی تعداد متعین نہیں ہے علامہ شوکانی لکھتے ہیں فَقَصْرُ الصَّلٰوةِ الْمُسَمَّاةِ بِالتَّرَاوِيحِ عَلٰى عَدَدٍ مُّعَيَّنٍ لَّمْ تَرِدْ بِهٖ سُنَّةٌ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۵۸) جس نماز کا نام تراویح ہے اس کی متعین تعداد سنت سے ثابت نہیں۔ نواب وحید الزمان لکھتے ہیں وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهٗ عَدَدٌ مُّعَيَّنٌ (کنز الحقائق ص ۳۰، نزل الابرار ج ا ص ۲۶) تراویح کی تعداد متعین نہیں نواب نور الحسن کی کتاب عرف الجادی مصدقہ نواب صدیق حسن خان کے ص ۸۴ پر ہے و بالجملہ عدد معین در مرفوع نیامدہ خلاصہ یہ کہ کسی مرفوع حدیث میں تراویح کی متعین تعداد نہیں آئی جب غیر مقلدین کے نزدیک تراویح کی متعین تعداد کسی حدیث سے ثابت نہیں تو خواہ مخواہ احادیث سے آٹھ تراویح کو ثابت کرنا اور اس سے زائد کی نفی کرنا نبی پاک ﷺ پر اور حدیث پر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

(4)...... چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں یعنی بارہ ماہ تین وتر پڑھتے تھے جبکہ غیر مقلدین صرف ماہ رمضان میں تین وتر پڑھتے ہیں اور گیارہ ماہ خود ایک وتر پڑھتے ہیں اور دوسروں سے بھی ایک وتر پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں گویا وہ گیارہ ماہ اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

(5)...... پانچواں اعتراض یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہوتی ہے اور بیس تراویح کا بدعت اور خلاف سنت ہونا ثابت ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے متصل مسجد نبوی میں جب بیس تراویح با جماعت کی سنت جاری کی تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث بیس تراویح کی نفی کیلئے پیش کی تھی یا کسی اور صحابی نے یہ حدیث پیش کی تھی؟ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن ۵۷ یا ۵۸ھ میں ہوئی ہے اس طویل عرصہ میں مسجد نبوی میں بیس تراویح ہوتی رہی کبھی اماجان نے بیس تراویح کے خلاف

یہ حدیث پیش کی تھی جب بیس تراویح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے خلاف ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اخیر زندگی تک کیوں خاموش رہیں اور یہ حدیث کیوں پیش نہ کی؟

(6)...... چھٹا اعتراض یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وفات عبدالملک کی خلافت میں سن ۷۴ ھ میں ہوئی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے مسجد نبوی میں اتنا طویل عرصہ بیس تراویح والی بدعت جاری رہی اور خلاف سنت عمل ہوتا رہا انھوں نے آٹھ رکعت والی حدیث اس بدعت اور خلاف سنت کام کے خلاف کیوں پیش نہ کی؟ اسی طرح اگر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو آٹھ تراویح پڑھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے قرینہ سے اس میں بھی آٹھ تراویح کا اثبات اور بیس تراویح کی نفی ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں سن ۱۹ ھ میں ہوئی ہے اس عرصہ تک حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خود بیس تراویح پڑھاتے رہے اور انھوں نے بھی بیس تراویح کے خلاف یہ حدیث پیش نہ کی کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے غیر مقلدین میں دینی حمیت، دینی غیرت، سنت سے محبت اور بدعت سے نفرت زیادہ ہے کہ یہ لوگ تو بیس تراویح کو بدعت اور خلاف سنت ثابت کرنے کیلئے ان حضرات کی حدیثیں لکھتے اور سناتے ہیں لیکن ان حدیثوں کو بیان کرنے والے یہ جلیل القدر اکابر صحابہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ حدیثیں پیش نہیں کرتے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ نہیں بلکہ اس میں رمضان اور غیر رمضان میں تہجد پڑھنے کا ذکر ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ دونوں حدیثوں میں یا آٹھ رکعات تہجد پڑھانے کا ذکر ہے یا آٹھ تراویح با جماعت مراد ہے اور باقی بارہ رکعات تراویح گھروں میں پڑھی گئیں۔

ہمارا سوال...... غیر مقلدین کی آٹھ تراویح پر وہ حدیث دلیل بنے گی جس میں آٹھ کا عدد ہو...... تراویح کی صراحت ہو...... آٹھ رکعات کا اثبات ہو...... اور اس سے زائد رکعات کے انفراداً اور اجتماعاً پڑھنے کی ممانعت یا نفی ہو اور ایسی صحیح صریح حدیث نہ آج تک غیر مقلدین پیش کر سکے ہیں، نہ پیش کر سکتے ہیں اور نہ پیش کر سکیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

سوال نمبر 4:...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں یا آٹھ؟

جواب:...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایک سال تک حسب سابق تراویح باجماعت پڑھنے کا اہتمام نہ تھا خلافت کے دوسرے سال تراویح باجماعت کا اہتمام کیا گیا اس کا ایک سبب یہ بنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں کچھ لوگ اکیلے تراویح پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھ رہے ہیں اور جماعتیں بھی متعدد ہو رہی ہیں یہ منظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا اس لئے آپ نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اگر میں ان کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو یہ طریقہ بہت عمدہ ہے پھر اس کا پختہ ارادہ کیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تراویح پڑھنے پر جمع کیا اس کے بعد پھر ایک دن دیکھا کہ سب لوگ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھ رہے ہیں تو فرمایا یہ جدید طریقہ اچھا ہے (صحیح بخاری ج۱ ص۲۲۹) دوسرا سبب یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جس قاری کی آواز اچھی ہے اس کے مقتدی زیادہ ہیں اور جس کی آواز اتنی خوبصورت نہیں اس کے پیچھے مقتدی تھوڑے ہیں جس سے آپ نے محسوس کیا کہ لوگ قرآن کو مقصود بنانے کی بجائے آواز کو مقصود بنا رہے ہیں اس لئے بھی آپ نے سب کو ایک قاری پر جمع کیا۔

رہی یہ بات کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امام بن کر تراویح کتنی پڑھاتے تھے؟ اس کی تفصیل اور حقیقت عہد عمر رضی اللہ عنہ میں تراویح سے متعلق احادیث میں تلاش کرنی چاہیئے اس لئے پہلے وہ احادیث ملاحظہ کریں پھر یہ دیکھیں کہ محدثین وفقہاء نے ان کی کیا تشریح کی ہے جس سے اصل حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(۱)...... حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں (سنن کبریٰ بیہقی ج۲ ص۴۹۶)

(۲)...... حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ اور تابعین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس رکعت پڑھتے تھے (سنن کبری بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

(۳)...... یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ تابعین) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۲۳ رکعتیں پڑھتے تھے (سنن کبری بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

(۴)...... عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۸۵)

یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پکی بات ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو (یعنی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو) حکم دیا کہ وہ صحابہ تابعین کو بیس رکعات پڑھائے۔

(۵)...... عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں مدینہ کے اندر لوگوں کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۸۵)

(۶)...... محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۷)

(۷)...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا وہ رمضان کی راتوں میں لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور قرآن اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے اگر آپ ان کو رات کے وقت تراویح میں قرآن سنائیں تو اچھا ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ ایک نئی چیز ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مجھے معلوم ہے لیکن یہ طریقہ اچھا ہے فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو بیس رکعتیں پڑھائیں

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ ج ۲ ص ۴۲۵، المختارہ ج ۳ ص ۳۶۷)

تشریح احادیث......ان احادیث کی تشریح میں بھی حنفیہ نے تطبیق کا راستہ اختیار کیا ہے یعنی ایسی تشریح کہ جس کے مطابق احادیث میں ظاہری ٹکراؤ ختم ہو کر موافقت پیدا ہو جاتی ہے اور سب حدیثوں پر عمل بھی ہو جاتا ہے چنانچہ حنفیہ کہتے ہیں حدیث نمبرا میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا پھر یہی سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ یعنی صحابہ تابعین بیس رکعت پڑھتے تھے اسی طرح باقی چھ حدیثوں میں بھی عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور حدیث نمبر۴ میں ہے کہ حضرت عمر نے بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یک لخت بیس تراویح باجماعت کا حکم نہیں دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کی جتنی رکعتیں باجماعت پڑھانا ثابت تھا یعنی آٹھ تراویح اور تین وتر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے اتنی رکعت باجماعت کا حکم دیا باقی بارہ رکعت اپنے گھروں میں پڑھ کر بیس تراویح مکمل کرتے تھے لیکن تدریجا تدریجا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اخیر میں بیس تراویح باجماعت کر دی اس کے بعد ہر زمانہ میں ہر جگہ ہر مسجد میں بیس تراویح پڑھی جاتی رہی ہے۔

تائیدات

(۱)......امام بیہقی رحمۃ اللہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی آٹھ اور بیس والی دونوں روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِعِشْرِيْنَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ

(سنن کبری بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ان دونوں روایتوں کو جمع کرنا ممکن ہے وہ اس طرح کہ پہلے صحابہ باجماعت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (بارہ رکعتیں گھروں میں پڑھتے تھے) پھر بعد میں بیس رکعت اور تین وتر باجماعت پڑھتے تھے۔

(۲)......علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَجُمِعَ بَیْنَهُمَا بِاَنَّهٗ وَقَعَ اَوَّلًا ثُمَّ اسْتَقَرَّ الْاَمْرُ عَلَى الْعِشْرِیْنَ فَاِنَّهُ الْمُتَوَارِثُ

(فتح القدیر ج اص ۴۰۷)

عہد عمر رضی اللہ عنہ میں آٹھ رکعت با جماعت اور بیس رکعت با جماعت کی حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے آٹھ رکعت با جماعت کا حکم دیا گیا مگر اخیر میں بیس رکعت با جماعت پر عمل پختہ ہو گیا کیونکہ یہی بیس تراویح کا عمل امت مسلمہ میں نسل در نسل چلتا رہا ہے۔

(۳)......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

لَعَلَّهُمْ فِیْ بَعْضِ اللَّیَالِیْ قَصَدُوْا التَّشْبِیْهَ بِهٖ علیہ السلام فَاِنَّهٗ صَحَّ عَنْهُ اَنَّهٗ صَلّٰی بِهِمْ ثَمَانِیَ رَكْعَاتٍ وَّالْوِتْرَ وَاِنْ كَانَ الَّذِیْ اسْتَقَرَّ عَلَیْهِمْ اَمْرُهُمْ الْعِشْرِیْنَ (مرقاۃ المفاتیح ج۳ص۳۷۹)

جن بعض راتوں میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعتیں پڑھائیں شاید انھوں نے اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہو کیونکہ صحیح یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو آٹھ رکعت اور تین وتر جماعت کے ساتھ پڑھائے (باقی تراویح گھروں میں مکمل کی گئی اسی طرح عہد عمر میں) اگر چہ جس چیز پر صحابہ و تابعین کا عمل پختہ ہو گیا وہ بیس تراویح کا عمل ہے۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں نَعَمْ ثَبَتَ الْعِشْرُوْنَ مِنْ زَمَنِ عُمَرَ (مرقاۃ المفاتیح ج۳ص۳۸۲) ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے بیس تراویح ثابت ہے۔

(۴)......علامہ عبدالرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَقَدْ بَیَّنَ فِعْلُ عُمَرَ اَنَّ عَدَدَهَا عِشْرُوْنَ حَیْثُ اَنَّهٗ جَمَعَ النَّاسَ اَخِیْرًا عَلٰی هٰذَا الْعَدَدِ فِی الْمَسْجِدِ وَوَافَقَهُ الصَّحَابَةُ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَمْ یُوْجَدْ لَهُمْ

مُّخَالِفٌ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ص۳۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عملی فیصلہ نے واضح کردیا کہ تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے کیونکہ اخیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں بیس تراویح با جماعت پر جمع کیا اور سب صحابہ کرام نے ان کے ساتھ موافقت کی اور بعد کے خلفاء راشدین میں سے کسی نے بھی ان کی مخالفت نہیں کی۔

(۵)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

بیس تراویح پڑھنا مجھے پسند ہے لِاَنَّہٗ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے (کتاب الام ج۱ص۱۲۵)

(۶)......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے (جبکہ بعض ۳۶ رکعت کے قائل بھی ہیں) کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوران کے علاوہ دیگر اصحاب نبی سے یہی مروی ہے

(جامع ترمذی ج۱ص۹۹)

(۷)......امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہی (بیس تراویح) ثابت ہے اور کوئی صحابی اس کا مخالف نہیں (الاستذکار ج۲ص۷۰)

(۸)......علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اِنَّ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَانَ یُصَلِّیْ لَھُمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً

(المغنی ج۱ص۷۹۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعت پڑھاتے

(۹)......امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

فَلَمَّا جَمَعَهُمْ عُمَرُ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ثُمَّ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مجموعۃ الفتاوی ج ۲۲ ص ۲۷۲)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(۱۰)......امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَاٰى كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهٗ اَقَامَهٗ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ (مجموعۃ الفتاوی ج ۲۳ ص ۱۱۲)

تحقیق یہ پکی بات ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اسی لئے جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہی طریقہ سنت ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اس پر عمل کیا ہے اور کسی ایک نے بھی نہ اس کا انکار کیا ہے اور نہ اس پر کوئی ردوقدح کی۔

(۱۱)......شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں!

اِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً

(مجموعہ رسائل الشیخ محمد بن عبدالوہاب ج ۴ ص ۱۱۷)

پکی بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ان کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے۔

(۱۲)......امام ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

لٰكِنَّ عُمَرَ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ مُقْتَدِيْنَ بِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ صَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً غَيْرَ الْوِتْرِ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكْعَاتٍ (طرح التثریب فی شرح التقریب ج ۳ ص ۸۸)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ماہ رمضان میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھنے کیلئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا تو وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو تین وتروں کے علاوہ بیس رکعت پڑھاتے۔

نتائج عبارات

(۱)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابتداء صحابہ کرام کو گیارہ رکعات باجماعت پر جمع کیا انتہاءً بیس تراویح اور تین وتر باجماعت پر جمع کیا پھر یہی عمل جاری رہا۔

(۲)......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقیہ آٹھ سالہ خلافت میں نیز اپنی اپنی خلافت میں بھی ان فیصلوں پر نہ اعتراض کیا نہ اختلاف کیا بلکہ بیس تراویح باجماعت پر متفق رہے۔ پس ان تین خلفاء راشدین کا بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہو گیا۔

(۳)......تمام صحابہ کرام کا بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہوا اور کسی ایک صحابی نے بھی اختلاف نہ کیا

(۴)......ان تین ادوار میں موجود تابعین میں سے بھی کسی نے اختلاف نہیں کیا اس لیے تابعین کا بھی بیس تراویح باجماعت پر اجماع ہوا۔

رہی یہ بات کہ جب حضرت عمر نے ابتداء میں گیارہ رکعات باجماعت کا حکم دیا تو صحابہ و تابعین باقی بارہ رکعات گھروں میں انفرادا پڑھتے تھے اس پر کیا دلیل ہے؟ سنیے اس پر دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس کی مرفوع متواتر حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس تراویح پڑھتے تھے اور عہد عمر میں تین خلفاء راشدین اور اس وقت موجود تمام مہاجرین و انصار اور دیگر تمام صحابہ کرام اور سب تابعین کا بیس تراویح پر اجماع ہو گیا تو سوچنے کی بات ہے کہ یہ سب مقدس حضرات ایک خلاف سنت کام پر کیسے جمع ہو

سکتے ہیں جبکہ تواتر اور اجماع میں شرعاً وعقلاً غلطی کا ہونا محال ہے اس لیے بلاشبہ سنت تراویح بیس رکعات ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام خلاف سنت محض آٹھ تراویح پر اکتفاء کر لیتے ہوں گے یقیناً وہ بارہ رکعات گھروں میں انفراداً پڑھ کر بیس تراویح والی سنت پوری کرتے ہوں گے جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے اخیر تک اور اس کے بعد بھی صرف آٹھ تراویح پڑھی گئی ہے اس سے زائد تراویح کی رکعات انفراداً یا اجتماعاً نہیں پڑھی گئیں لیکن آٹھ سے زیادہ کی نفی پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں پھر ان کی یہ تشریح حدیث مرفوع، تین خلفاء راشدین کے اجماع اور اجماع صحابہ اجماع تابعین وتبع تابعین اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے اور اس تشریح کے مطابق حدیثوں میں تضاد وٹکراؤ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور خود غیر مقلدین کے مذہب کے بھی خلاف ہے کہ ان کے نزدیک تراویح کی متعین تعداد کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا غیر مقلدین کا ابتداء والی بات کو لینا اور اخیر والی بات یعنی بیس تراویح باجماعت جس پر خلفاء راشدین صحابہ تابعین تبع تابعین اور پوری امت کا اجماع ہے اس کو چھوڑ دینا تقاضائے عدل وانصاف اور تقاضائے ایمان کے خلاف ہے۔

ہمارے چار سوال

(۱)......کوئی ایک حدیث پیش کریں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آٹھ تراویح پڑھانے کا حکم ہو اور اس سے زائد رکعات کے انفراداً واجتماعاً پڑھنے کی ممانعت ہو۔

(۲)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اخیر تک آٹھ تراویح اور تین وتر کا عمل جاری رہنے کا اگر غیر مقلدین کے علاوہ کوئی صحابی یا کوئی تابعی یا کوئی تبع تابعی یا چودہ صدیوں کے علماء میں سے کوئی معتبر عالم قائل ہو تو اس کا صرف ایک حوالہ پیش کریں۔

(۳)......ہم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے اخیر تک بیس تراویح

باجماعت کا عمل جاری رہا عرب وعجم کے غیر مقلدین اور روافض کے علاوہ چودہ صدیوں کے کسی معتبر عالم نے اس کا انکار کیا ہوتو اس کا حوالہ پیش کریں۔

(۴)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بیس تراویح باجماعت کا طریقہ جاری کیا تو کسی صحابی نے انکار کیا ہو یا اس کو بدعت کہا ہوتو اس کا نام بمع ثبوت پیش کریں۔

سوال نمبر 5:......عہد عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عہد صحابہ اور تابعین میں آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں یا نہیں؟

جواب:......جب عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس تراویح باجماعت شروع ہوئی تو اس کے بعد عہد صحابہ اور عہد تابعین میں ہمیشہ بیس تراویح کا عمل جاری رہا ہے ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

(۱)......عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً قَالَ وَکَانَ عَلِیٌّ یُّوْتِرُ بِهِمْ

(سنن کبری بیہقی ج ۲ص ۴۹۶)

ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قراء کو بلایا پھران میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے بیس تراویح کے بعد وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھاتے۔

(۲)......عَنْ اَبِی الْحَسْنَاءِ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (سنن کبری بیہقی ج۲ص ۴۹۷)

ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس تراویح پڑھائے (چار رکعت کے مجموعہ کو ترویحہ کہا جاتا ہے اس کی جمع ترویحات ہے)۔

(۳)...... كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُّصَلِّيْ بِنَافِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ قَالَ الْاَعْمَشُ كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ

(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۷)

زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے اور تراویح سے فارغ ہوتے تو ابھی رات باقی ہوتی اعمش تابعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(۴)...... عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

مکہ کے مفتی عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے صحابہ کو اس طرح پایا کہ وہ وتر سمیت تیئیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

(۵)...... قیام رمضان للمروزی میں ہے قَالَ عَطَاءٌ اَدْرَكْتُهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرَ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ (ص ۱۵۸)

میں نے صحابہ کو اس حالت میں پایا کہ وہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہیں۔

(۶)...... نَافِع لَمْ اُدْرِكِ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ تِسْعًا وَّثَلَاثِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُوْنَ مِنْهَا بِثَلَاثٍ (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے لوگوں کو اس طرح پایا کہ وہ وتر سمیت ۳۹ رکعت پڑھتے ہیں (۲۰ تراویح اور ۱۶ رکعت تراویح کے چار وقفوں میں اور تین وتر)

(۷)...... داود بن قیس کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اہل مدینہ کو اس طرح پایا کہ وہ چھتیس رکعات (یعنی بیس تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات) اور تین وتر پڑھتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

مزید روایات سوال نمبر ۶ کے جواب میں ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر 6:......عہد صحابہ عہد تابعین وتابعین میں بیس تراویح پڑھانے والے چند ائمہ کے نام مطلوب ہیں؟

جواب:......بیس تراویح کے ائمہ میں سے پچھلی روایات میں (۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آ چکا ہے ان دو کے علاوہ دیگر بیس تراویح کے ائمہ ملاحظہ کیجئے

(۳)......عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ وَّكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَّفِيْ ذٰلِكَ قُوَّةٌ

(سنن کبری بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں وہ ماہ رمضان میں تراویح میں لوگوں کی امامت کرتے اور ان کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے اور یہ اثر بڑا اقوی ہے۔

(۴)......اَبُو الْخَصِيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (سنن کبری بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ابو خصیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں ہمارے امام ہوتے اور وہ پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت پڑھاتے۔

(۵)......عَنْ نَّافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

نافع بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں رمضان شریف میں نماز تراویح بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(۶)......عَنِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً

وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حارث رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں رات کے وقت لوگوں کی امامت کرتے اور بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے۔

(۷)......عَنْ اَبِی الْبُخْتَرِیْ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ فِیْ رَمَضَانَ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ ماہ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس تراویح) اور تین وتر پڑھاتے

(۸)......عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ یُصَلِّیْ بِنَا فِیْ رَمَضَانَ اَرْبَعِیْنَ رَکْعَۃً وَّیُوْتِرُ بِسَبْعٍ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

حسن بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں ہمیں چالیس رکعتیں پڑھاتے (جن میں چار فرض بیس تراویح اور تراویح کے درمیان چار وقفوں کی سولہ رکعات) اور سات وتر پڑھاتے (یعنی چار رکعت تہجد اور تین وتر اور نوافل تہجد اور تین وتروں کے مجموعہ کو مجازاً وتر کہا گیا ہے ملاحظہ کیجئے سنن نسائی ابواب الوتر)

(۹)......عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَیْدٍ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَّیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

(۱۰)......عَنْ وَرْقَاءَ قَالَ کَانَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ یَؤُمُّنَا فِیْ رَمَضَانَ فَیُصَلِّیْ بِنَا عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً سِتَّ تَرْوِیْحَاتٍ فَاِذَا کَانَ الْعَشْرُ الْاٰخِرُ اعْتَکَفَ فِی الْمَسْجِدِ وَصَلّٰی بِنَا سَبْعَ تَرْوِیْحَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۶، قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

ورقاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں ہماری امامت کرتے اور وہ ہمیں چھ ترویحے نماز پڑھاتے (یعنی بیس تراویح اور چار رکعات تہجد) اور جب آخری عشرہ ہوتا تو وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور ہمیں سات ترویحے پڑھاتے (یعنی چار رکعات تہجد کا مزید اضافہ کرتے)

(۱۱)...... مُحَمَّدُ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ مُعَاذًا اَبَا حَلِيْمَةَ الْقَارِیَ كَانَ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ فِىْ رَمَضَانَ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ رَكْعَةً (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاری معاذ ابوحلیمہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں لوگوں کو اکتالیس رکعتیں پڑھاتے (ان میں بیس تراویح، تراویح کے چار وقفوں کی سولہ رکعات، تین وتر اور دو تہجد کے نفل مجموعہ اکتالیس ہے)

(۱۲)...... حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ عَمْرَةَ كَانَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ يُّصَلِّىْ فِىْ رَمَضَانَ سِتَّ تَرْوِيْحَاتٍ يُّسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

حبیب بن ابی عمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں نماز چھ ترویحے پڑھاتے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے (یعنی بیس تراویح اور چار رکعت تہجد)

(۱۳، ۱۴، ۱۵)...... يُوْنُس اَدْرَكْتُ مَسْجِدَ الْجَامِعِ قَبْلَ فِتْنَةِ ابْنِ الْاَشْعَثِ يُصَلِّىْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ اَبِى الْحَسَنِ وَعِمْرَانُ الْعَبْدِىُّ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَمْسَ تَرَاوِيْحَ فَاِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ زَادُوْا وَاحِدَةً

(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

یونس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن الاشعث رحمۃ اللہ علیہ کے فتنے سے قبل میں نے بصرہ کی جامع مسجد کو اس طرح پایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور عمران عبدی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو پانچ ترویحے پڑھاتے ہیں یعنی بیس تراویح پھر جب آخری

عشرہ شروع ہو جاتا تو ایک ترویحہ (برائے تہجد) زیادہ کر دیتے۔

(۱۶)...... ذَكْوَان الْجُرَشِيّ شَهِدْتُّ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى يُصَلِّيْ بِالْحَيِّ فِيْ رَمَضَانَ سِتَّ تَرْوِيْحَاتٍ فَاِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ الشَّهْرِ فِي الْعَشْرِ صَلّٰى سَبْعَ تَرْوِيْحَاتٍ كُلَّ لَيْلَةٍ (قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۹)

ذکوان جرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اہل محلہ کو رمضان میں چھ ترویحے (چار فرض اور بیس تراویح) پڑھاتے ہیں پھر جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ہر رات سات ترویحے پڑھاتے (یعنی چار رکعت تہجد کا اضافہ کرتے)

(۱۷)...... عَنْ شُبْرُمَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يَؤُمُّهُمْ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ (زجاجۃ المصابیح ج۱ص۳۶۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں لوگوں کی امامت کرتے اور ان کو پانچ ترویحے (یعنی بیس تراویح) پڑھاتے۔

(۱۸)...... عِمْرَان بْن حُدَيْر كَانَ اَبُوْ مِجْلَزٍ يُّصَلِّيْ بِهِمْ اَرْبَعَ تَرْوِيْحَاتٍ
(قیام رمضان للمروزی ص ۱۵۸)

عمران بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو مجلز تابعی رحمۃ اللہ علیہ (تراویح کے وقفوں میں) چار ترویحے (یعنی سولہ رکعات) پڑھاتے۔

معلوم ہوا کہ یہ تراویح بیس رکعت ہوتی تھی تبھی ان کے درمیان والے چار وقفے بنیں گے۔

ہمارے دو سوال ...... جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح با جماعت شروع کی تو اس کے بعد (۱) تابعین اور تبع تابعین کے دور تک تراویح کا کوئی ایک امام بتائیں جس نے عالم اسلام کی کسی مسجد میں کسی ایک رات صرف آٹھ تراویح پڑھائی ہو (۲) کوئی ایک صحابی یا تابعی یا تبع تابعی بتائیں جس نے بیس تراویح کے سنت ہونے کا انکار کیا ہو یا مسنون بیس

تراویح کو بدعت کہا ہو یا صرف آٹھ تراویح پڑھانے کا مطالبہ کیا ہو یا بیس تراویح پڑھانے پر معترض ہوا ہو اور اس پر جھگڑا کیا ہو۔

سوال نمبر 7:......تراویح کی تعداد کے بارے میں ائمہ اربعہ کا مذہب کیا ہے؟

جواب:......ائمہ اربعہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تراویح کی رکعات بیس ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول میں بیس ہیں دوسرے قول میں چھتیس رکعات ہیں لیکن اس دوسرے قول میں بھی اصل تراویح بیس رکعات ہے اس کی وجہ بعد میں بیان ہوگی پس ائمہ اربعہ کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہو وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے اور جو مذہب ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہو وہ باطل شمار ہوتا ہے تعداد تراویح میں ائمہ اربعہ کا مذہب ملاحظہ کیجئے امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ فِیْھَاعِشْرُوْنَ رَکْعَۃً وَبِھٰذَاقَالَ الثَّوْرِیُّ وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ وَقَالَ مَالِکٌ سِتَّۃٌ وَّثَلَاثُوْنَ (المغنی لابن قدامہ ج ا ص ۸۰۲ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ) ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تراویح چھتیس رکعات ہے۔ چونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جو اہل مدینہ کا عمل تھا اس کو لیا ہے اس پر امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں لَوْ ثَبَتَ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ کُلَّھُمْ فَعَلُوْہُ لَکَانَ مَافَعَلَہٗ عُمَرُ وَاَجْمَعَ عَلَیْہِ الصَّحَابَۃُ فِیْ عَصْرِہٖ اَوْلٰی بِالْاِتِّبَاعِ قَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اِنَّمَافَعَلَ ھٰذَااَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّھُمْ اَرَادُوْامُسَاوَاۃَ اَھْلِ مَکَّۃَ فَاِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ یَطُوْفُوْنَ سَبْعًابَیْنَ کُلِّ تَرْوِیْحَتَیْنِ فَجَعَلَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ مَکَانَ کُلِّ سَبْعٍ اَرْبَعَ

رَكْعَاتٍ وَّمَا كَانَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْلٰى وَاَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ (المغنی لابن قدامہ ج۱ص۸۰۳) اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ سارے اہل مدینہ چھتیس رکعت پڑھتے تو اس کے مقابلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل جس پر عہد عمر رضی اللہ عنہ میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا اتباع کے زیادہ لائق ہے (جو بیس تراویح با جماعت ہے) بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اہل مدینہ کے اس عمل کی حقیقت یہ ہے کہ اہل مکہ دو ترویحوں کے درمیان وقفہ میں (پہلے ،دوسرے ،تیسرے اور چوتھے ترویحے کے بعد) بیت اللہ کے گرد سات چکر لگا کر طواف کرتے چونکہ اہل مدینہ طواف نہیں کر سکتے تھے تو انھوں نے ہر طواف کے عوض چار نوافل شروع کر دیے (جس کی سولہ رکعات بنتی ہیں بیس تراویح اور تراویح کے درمیان وقفہ والے سولہ نوافل ملا کر چھتیس رکعات بنتی ہیں پس ان چھتیس رکعات میں بھی اصل تراویح بیس رکعات ہے) لیکن اس کے مقابلہ میں جو صحابہ کا عمل ہے وہ اتباع کے زیادہ لائق ہے۔

(۲)......علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَاخْتَلَفُوْا فِي الْمُخْتَارِ مِنْ عَدَدِ الرَّكْعَاتِ الَّتِيْ يَقُوْمُ بِهَا النَّاسُ فِيْ رَمَضَانَ فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِيْ اَحَدِ قَوْلَيْهِ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَدَاوٗدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَا الْوِتْرِ وَذَكَرَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ يَسْتَحْسِنُ سِتًّا وَّثَلَاثِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرُ ثَلَاثٌ (بدایۃ المجتہد ج۱ص۱۷۸)

تراویح کی رکعات جن کے ساتھ لوگ رمضان میں قیام کرتے ہیں ان کی افضل ومختار تعداد میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ،امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ،داود ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول میں پسندیدہ مذہب وتر کے علاوہ بیس رکعات ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۳۶ رکعات اور تین وتر پسند کرتے تھے۔

(۳)......ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَمِنَ السُّنَنِ صَلَاۃُ التَّرَاوِیْحِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَهِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَةً ......وَحُکِیَ عَنْهُ اَنَّ التَّرَاوِیْحَ سِتٌّ وَّثَلَاثُوْنَ رَکْعَةً (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۴۶)

مسنون نمازوں میں سے ماہ رمضان میں نماز تراویح ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیس رکعات ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۶ رکعات منقول ہے۔

(۴)......شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَهُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهٗ مَالِكٌ وَّاخْتَارَ الشَّافِعِیُّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً غَیْرَ الْوِتْرِ وَمِثْلَ قَوْلِ الشَّافِعِیِّ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالْحَنَفِیَّةُ (اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۲)

۳۶ رکعت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ،امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حنفیہ نے بیس تراویح والے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۵)......مولانا ظفر احمد عثمانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

فَالْمَسْنُوْنُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ عِشْرُوْنَ رَکْعَةً وَحُکِیَ عَنْ مَالِكٍ اَنَّ التَّرَاوِیْحَ سِتٌّ وَّثَلَاثُوْنَ رَکْعَةً (اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۹)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسنون تراویح بیس رکعت ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۶ رکعت تراویح کا قول بھی منقول ہے۔

(۶)......علامہ ابن عابدین شامی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَهِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ وَعَلَیْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا وَعَنْ مَّالِكٍ سِتٌّ وَّثَلَاثُوْنَ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۱)

تراویح بیس رکعت ہے جمہور (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا قول یہی ہے اور مشرق و مغرب (یعنی پوری دنیا) میں اسی پر عمل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۶ رکعات منقول ہیں۔

(۷)......علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

وَسُنَّ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَّهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ لِمَافِي الْمُوَطَّا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًاوَّغَرْبًا (البحرالرائق ج ۲ ص ۷۲)

تراویح بیس رکعت مسنون ہے جمہور کا قول یہی ہے کیونکہ موطا امام مالک میں ہے یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ وتابعین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۲۳ رکعات پڑھتے تھے اور مشرق وغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری دنیا میں اس وقت بیس تراویح کا منکر کوئی بھی نہ تھا۔

ہمارا سوال ......ائمہ اربعہ یا ان کے مقلدین محدثین وفقہاء اور مفسرین میں سے کسی ایک معتبر عالم کا صرف ایک حوالہ نقل کریں جس نے غیر مقلدین کی طرح بیس تراویح کے سنت اور مستحب ہونے کا انکار کیا ہو۔

سوال نمبر 8: ......عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس تراویح با جماعت شروع ہونے کے بعد کبھی مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس تراویح سے کم تراویح پڑھی گئی ہے؟

جواب: ......مختصر جواب یہ ہے کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں بیس تراویح با جماعت شروع ہونے کے بعد سے لے کر اب تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کبھی بھی ماہ رمضان میں بیس تراویح سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی لیکن جب بعض متعصب غیر مقلدین نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں

سلفیت کا لبادہ اوڑھ کر بیس تراویح کے بارے میں وساوس اور شبہات ڈالنے شروع کیے نیز بعض گھروں میں اور دور دراز کی بعض مساجد میں آٹھ تراویح شروع کر کے حرمین شریفین کے پرامن ماحول کو اور مسجد حرام و مسجد نبوی کے تقدس اور پاکیزہ ماحول کو پامال کرنے اور افتراق پیدا کرنے کی مذموم کوشش شروع کی تو اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دو صاحب علم و تقوی شخصیتوں کو توفیق دی کہ انھوں نے اس فتنہ کو محسوس کر کے مسجد حرام اور مسجد نبوی میں رکعات تراویح پر گرانقدر تحقیق کر کے دو اہم رسالے مرتب کیے جن میں انھوں نے ثابت کیا کہ عہد عمر میں بیس تراویح باجماعت شروع ہونے سے لے کر اب تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کبھی بھی بیس تراویح سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی ذیل میں ہر دو رسالوں کے بعض اہم اقتباسات کا خلاصہ درج کرنا مناسب اور مفید ہوگا۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بیس تراویح

ان میں سے ایک رسالہ کا نام ہے "الهدى النبوى الصحيح فى صلاة التراويح" "نماز تراویح کے بارے میں صحیح نبوی طریقہ۔ اس کے مؤلف ہیں مفسر قرآن فضیلۃ الشیخ محمد علی الصابونی استاذ کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ جامعہ ام القری مکہ المکرمہ

(۱)...... موصوف نے رسالہ کے ص ۵۲ پر عنوان قائم کیا ہے" نماز تراویح کی تعداد رکعات "اس میں لکھتے ہیں وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِ صَلَاةِ الْوِتْرِ وَمَعَ الْوِتْرِ تُصْبِحُ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ...... عَلٰى ذٰلِكَ مَضَتِ السُّنَّةُ وَاتَّفَقَتِ الْاُمَّةُ سَلَفًا وَّخَلَفًا مِنْ عَهْدِ الْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰى زَمَانِنَاهٰذَالَمْ يُخَالِفْ فِيْ ذٰلِكَ فَقِيْهٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِلَّامَارُوِیَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ الْقَوْلُ بِالزِّيَادَةِ فِيْهَااِلٰى سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ رَكْعَةً فِي الرِّوَايَةِ الثَّانِيَةِ عَنْهُ اَمَّا الرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ عَنْهُ وَهِيَ الَّتِيْ وَافَقَ فِيْهَاالْجُمْهُوْرَ الشَّافِعِيَّةَ وَالْحَنَابِلَةَ وَالْاَحْنَافَ

فَهِيَ اَنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَّعَلٰى ذٰلِكَ اتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ وَتَمَّ الْاِجْمَاعُ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ شَرَّ الْقِتَالِ ۔

تراویح نماز وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور وتر سمیت ۲۳ رکعت ہیں یہی سنت جاریہ ہے اور خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک اگلی پچھلی امت اسی پر متفق رہی ہے ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی فقیہ نے بھی اس میں مخالفت نہیں کی البتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ۳۶ رکعت کی روایت منقول ہے لیکن ان کی مشہور روایت جمہور یعنی شافعیہ، حنبلیہ اور حنفیہ کے موافق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اس پر یہ چاروں مذہب متفق ہیں اور اس کے ساتھ اجماع مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو قتال کے شر سے بچا لیا۔

(۲)......از ص ۴۷ تا ۴۸ کا خلاصہ۔ مؤلف علامہ صابونی لکھتے ہیں!

فَكَمْ تُؤَدّٰى فِيْهِمَا صَلَاةُ التَّرَاوِيْحِ مِنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ اِلٰى زَمَانِنَا هٰذَا؟ اَلَيْسَتْ تُؤَدّٰى فِيْهِمَا الصَّلَاةُ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهُمَا قِبْلَةُ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِيْنَ فَهَلْ يُعْقَلُ اَنْ يَّجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مُّنْكَرٍ مُّبْتَدَعٍ مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَيَسْكُتُ عَنْهُ النَّاسُ وَفِيْهِمُ الْعُلَمَاءُ وَالْفُقَهَاءُ وَالْمُحَدِّثُوْنَ وَتَمُرُّ اَحْقَابٌ وَّاَجْيَالٌ وَلَايُنْكِرُ اَحَدٌ هٰذَا الْمُنْكَرَ لَوْكَانَ ذٰلِكَ بِدْعَةً وَّمُنْكَرًا كَمَازَعَمَ الْجَاهِلُوْنَ الخ

عہد صحابہ سے ہمارے اس زمانہ تک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں تراویح کی کتنی رکعات ادا کی جاتی ہیں؟ تو کیا ان دونوں مسجدوں میں جو تمام مساجد کا قبلہ ہیں بیس رکعات ادا نہیں کی جاتیں؟ کیا اس کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان امور دین کو چھوڑ کر کسی بری چیز اور بدعت پر جمع ہو جائیں اور تمام لوگ جن میں علماء، فقہاء، محدثین ہوں وہ سب کے سب خاموش رہیں سالہا سال بلکہ کئی صدیاں گذر جائیں اور اس امر قبیح پر کوئی بھی انکار نہ

کرے اگر بیس تراویح امر بدعت اور گناہ ہوتا جیسا کہ ان جاہل لوگوں کا خیال ہے تو وہ ضرور اس پر انکار کرتے ...... اللہ کی قسم میں مکہ مکرمہ میں بیس سال سے ہوں اور ہر رمضان میں ہم مسجد حرام میں بیس تراویح امام کے پیچھے پڑھتے ہیں پھر ہم امام کے پیچھے تین وتر پڑھتے ہیں اور نجد، حجاز اور عالم اسلام کے ہر طرف کے بڑے بڑے علماء مسجد حرام میں اسی طرح بیس تراویح پڑھتے ہیں اور آج تک کسی نے اس کا انکار کیا نہ اس پر اعتراض کیا۔ کیا ان کا خاموشی کے ساتھ سالہا سال بیس تراویح پڑھنا اس بات کا اقرار نہیں کہ بیس تراویح امر شرعی ہے اور افضل ہے کیونکہ اس میں عمر فاروق کی سنت کی اتباع ہے ...... تعجب ہے ان لوگوں پر جو سلف صالحین کو جاہل سمجھتے ہیں اور عہد عمر سے ہمارے اس زمانے تک کی پوری امت کو اور تمام قدیم و جدید علماء کو گمراہ قرار دیتے ہیں اور جو بھی بیس تراویح پڑھتا ہے اس پر گمراہ ہونے کا فتوی لگا دیتے ہیں ...... بے شک جو صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو گمراہ قرار دیتا ہے اور امت کے سلف و خلف کی طرف بدعت کی نسبت کرتا ہے محض اس وجہ سے کہ وہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے ہیں تو ایسا شخص بے وقوف اور جاہل ہے اور وہ اس لائق ہے کہ اس کو متبع سنت کی بجائے مبتدع قرار دیا جائے اور صحابہ تابعین کی طرف بدعت کی نسبت کرنے کی جرات کوئی احمق ہی کر سکتا ہے ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا ہے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی اتباع حقیقت میں سنت رسول کی اتباع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

(۳) ...... علامہ صابونی اخیر میں ص ۱۴۳ پر خاتمۃ البحث کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں

فَاِنَّ مَا یَفْعَلُهُ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا مِنْ صَلَاةِ التَّرَاوِیْحِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّهُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ دَلَّتْ عَلَیْهِ النُّصُوْصُ الْکَرِیْمَةُ وَهُوَ الَّذِیْ دَرَجَ عَلَیْهِ السَّلَفُ الصَّالِحُ وَاَجْمَعَ عَلَیْهِ الْاَئِمَّةُ الْاَعْلَامُ

وَالَّذِیْ اتَّفَقَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ الْاِسْلَامِیَّۃُ مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ اِلٰی زَمَانِنَا ھٰذَا

آج زمین کے مشرق ومغرب میں جونماز تراویح بیس رکعات پڑھی جارہی ہے یہی حق ہے عمدہ نصوص اسی پر دلالت کرتی ہیں سلف صالحین اسی پر چلتے رہے ہیں اس پر کبار علماء کا اجماع رہا ہے اسی پر پوری امت مسلمہ متفق ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک۔

دوسرا رسالہ کا نام ہے **التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی** صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد نبوی میں ہزار سال سے زیادہ تراویح) اس کے مؤلف الشیخ عطیہ محمد سالم ہیں......اس رسالہ میں مؤلف موصوف نے مسجد نبوی میں چودہ صدیوں کی تراویح کی تعداد لکھی ہے۔اس کے چند اقتباس ملاحظہ کیجئے

(۱)......مؤلف اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں!

بعض لوگ مسجد نبوی میں امام کے ساتھ تراویح چھوڑ کر بعض دور دراز کی مساجد میں آٹھ تراویح پڑھتے ہیں ان کے سمجھانے کیلئے تو اتنی بات کافی ہے کہ تم نے نہ گھر میں تراویح پڑھنے کی فضیلت حاصل کی نہ مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت پائی اور بعض مسجد نبوی میں امام کے پیچھے آٹھ رکعتیں پڑھ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں اور تلاوت وغیرہ کا کوئی دوسرا عمل شروع کر دیتے ہیں یہ رسالہ میں نے ان لوگوں کی اصلاح کیلئے لکھا ہے۔

(۲)......از ص ۳۱ تا ۴۵......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گیارہ یا تیرہ رکعت سے تراویح با جماعت کی ابتداء کی پھر اخیر میں ۲۳ رکعات با جماعت ادا کر دیں پھر عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تراویح میں امامت کراتے تو ظاہر ہے کہ جس چیز کا انھوں نے اپنے عہد میں حکم کیا وہ عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں وہی تراویح پڑھاتے ہوں گے اور وہ بیس تراویح ہے۔

(۳)......از ص ۴۳......جب نصوص سے عہد عمر میں ۲۳ رکعات کی حد ثابت ہے اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی ۲۳ رکعات پڑھتے تھے تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک یہی تعداد ثابت اور پختہ رہی وَاِنَّ الزِّیَادَۃَ اِنَّمَا جَاءَتْ بَعْدُ بیس تراویح سے زیادہ تعداد اس کے بعد ہوئی ہے جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اوران کے زمانہ کے بعد تک وہ زیادہ تعداد جاری رہی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سنۃ ۱۱۱ھ میں ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سنۃ ۹۳ھ میں ہے پس انھوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے ۱۸ سال پائے ہیں اس لئے امام کے شعور نے آنکھ کھولی تو اس وقت مسجد نبوی میں ۳۶ رکعتیں پڑھی جاتی تھیں وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ بھی مدینہ میں ۳۶ رکعات اور تین وتر بتاتے ہیں اور وہب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سنۃ ۱۲۷ھ میں ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ ۳۹ رکعات پڑھتے ہیں (کتاب الام ج۱ص۱۴۲) (یعنی ۲۰ رکعت تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات اور تین وتر)

دوسری صدی ...... کے اخیر تک یہ عمل جاری تھا کہ مکہ میں بیس رکعات اور مدینہ میں ۳۶ رکعات پڑھتے تھے۔

تیسری صدی ...... میں پہلے ۳۶ رکعات (یعنی ۲۰ تراویح اور تراویح کے وقفہ کی ۱۶ رکعات) اور تین وتر ملا کر ۳۹ رکعات پڑھتے پھر دو رکعت (تہجد) کا اضافہ کیا تو ۴۱ رکعات پڑھتے تھے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

چوتھی ، پانچویں ، چھٹی ، ساتویں صدی ...... ان چار صدیوں میں مسجد نبوی میں صرف بیس رکعات تراویح ہوتی تھی کیونکہ اس عرصہ میں شافعیہ کے اثرات غالب آ گئے تھے۔

آٹھویں صدی ...... میں پھر مسجد نبوی میں ۳۶ رکعات کا طریقہ جاری ہوا لیکن کچھ تبدیلی کے ساتھ وہ یہ کہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھتے اور رات کے اخیر میں ۱۶ رکعت الگ پڑھتے۔

نوویں صدی ...... قَدِ اسْتَمَرَّتْ عَلٰی سِتٍّ وَّثَلَاثِیْنَ رَکْعَۃً عِشْرِیْنَ فِیْ اَوَّلِ

اللَّيْلِ وَسِتَّ عَشَرَةً فِيْ آخِرِهِ وَقَدِاسْتَمَرَّ هٰذَاالْعَمَلُ اِلٰى نِهَايَةِ الْمِائَةِ التَّاسِعَةِ وَاَوَائِلِ الْمِائَةِ الْعَاشِرَةِ آٹھویں صدی میں ۳۶ تراویح کا جو طریقہ جاری ہوا یعنی بیس رکعت رات کے اول حصہ میں اور ۱۶ رکعات رات کے آخری حصہ میں تو نوویں صدی اور دسویں صدی کے اوائل تک یہی طریقہ جاری رہا۔

دسویں صدی ...... دسویں صدی شروع ہوئی تو مسجد نبوی میں ۳۶ رکعت تراویح کا طریقہ جاری تھا

گیارھویں صدی ...... غالب گمان یہ ہے کہ اس صدی میں سابقہ طریقہ میں کوئی تغیر نہ آیا تھا کیونکہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بارھویں صدی میں اپنے سفر مدینہ کا حال لکھا تو اس میں وہ لکھتے ہیں کہ مدینہ میں (وتر سمیت) ۳۹ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

بارھویں صدی ...... بارھویں صدی شروع ہوئی تو تراویح کی پہلی حالت جوں کی توں باقی تھی یعنی بیس رکعتیں رات کے اول حصہ میں اور سولہ رکعات رات کے اخیر میں پڑھتے تھے اور اس کا نام ستہ عشریہ رکھ دیا گیا۔

تیرھوی صدی ...... تیرھویں صدی شروع ہوئی تو تراویح کی وہی پہلی حالت قائم تھی تیرھویں صدی میں اس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

چودھویں صدی ...... کے شروع میں بھی تراویح کی مذکورہ بالا تعداد اور کیفیت ادا میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی صرف یہ کہ ائمہ متعدد مقرر کر لیے گئے۔

عہد سعودی ...... سعودی دور شروع ہوتا ہے ۱۳۴۴ھ سے اس وقت مسجد نبوی میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں بعض نماز عشاء کے بعد صرف بیس تراویح پڑھتے اور بعض ۱۶ رکعت بھی پڑھتے۔ سعودی حکومت نے ایک جماعت کا طریقہ مقرر کیا اور تراویح حسب سابق نماز عشاء کے بعد بیس رکعت اور تین وتر پڑھتے اور اخیر رات میں سولہ رکعات اور تین وتر دوبارہ پڑھتے اگرچہ وتر دو دفعہ پڑھنا درست نہیں۔

بعد میں نماز عشاء کے بعد بیس تراویح اور آخری عشرہ میں رات کے اخیر میں دس رکعت تہجد پڑھتے ایک ختم تراویح میں ہوتا دوسرا تہجد میں اور یہی عمل اب تک جاری ہے۔

پھر مؤلف سعودی دور کے مختلف ائمہ کے احوال لکھنے کے بعد اپنے دور کے دو ائمہ تراویح کے بارے میں لکھتے ہیں نماز تراویح فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز شروع کرتے ہیں وہ دس رکعتیں پانچ سلاموں کے ساتھ پڑھاتے ہیں (یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں جن میں آدھ پارہ آدھ گھنٹے میں پڑھتے ہیں) پھر فضیلۃ الشیخ عبدالمجید دس رکعات (آدھ پارہ کے ساتھ آدھ گھنٹہ میں) پڑھاتے ہیں پھر تین وتر پڑھاتے ہیں **فیکون العشرون رکعة ساعة کاملة بجزء کامل** پس ایک گھنٹہ میں ایک پارہ کے ساتھ بیس رکعت تراویح مکمل ہو جاتی ہے (ص ۱۱۱)

جناب عطیہ محمد سالم نے جو مسجد نبوی میں چودہ صدیوں کی تراویح لکھی ہے اس میں بیس یا بیس سے زیادہ پڑھی گئی ہے اس سے کم نہیں اس لئے مؤلف نے آگے جا کر ص ۱۵۱ پر دو سوال کئے ہیں۔

سوال نمبر ۱...... مسجد نبوی میں بیس تراویح با جماعت شروع ہونے کے بعد کیا مسجد نبوی میں تراویح کی ایک ہزار سال سے زیادہ کی طویل تاریخ میں آج تک آٹھ رکعت پر یا بیس رکعت سے کم پر کبھی اکتفاء کیا گیا ہے؟ یا ۱۴ صدیوں میں بیس اور چالیس کے مابین رکعتیں پڑھی جاتی رہی ہیں؟

سوال نمبر ۲...... کیا کسی مہاجر یا کسی انصاری صحابی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گیارہ رکعات والی حدیث کو دلیل بنا کر کہا ہے کہ آٹھ تراویح سے زیادہ رکعات پڑھنا ناجائز اور بدعت ہے۔

سوال نمبر 9:......نماز تراویح کے بعد اخیر رات میں تہجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:...... پڑھ سکتے ہیں بلکہ پڑھنی چاہیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا''جونماز تم پڑھتے ہو(یعنی تراویح اس سے وہ نماز افضل ہے جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی نماز تہجد)(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۹)اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں تہجد پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا''آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے''ظاہر ہے کہ بارہ ماہ نماز تہجد پڑھی جاتی ہے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تراویح وتہجد دونوں پڑھتے تھے جس کے دو طریقے معلوم ہوتے ہیں اگر تراویح پہلے ختم کر لیتے تو تہجد بعد میں مستقلا پڑھتے جیسا کہ جماعت والی تین راتوں میں سے پہلی دوراتوں میں اوراگر رات کے اخیر تک تراویح پڑھتے تو نصف رات کے بعد والی رکعات میں تہجد کی نیت کر لیتے نیت کے اعتبار سے دونوں نمازوں کا ثواب مل جاتا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا تراویح کے باب میں ذکر کرکے یہی اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ اخیر رات میں تہجد بھی پڑھنی چاہیے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ،امام مالک رحمۃ اللہ علیہ،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میاں نذیر حسین بھی تراویح کے بعد تہجد میں الگ قرآن کریم ختم کرتے اسی طرح آج کل حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تہجد میں الگ قرآن کریم ختم کرتے ہیں اور غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری سے یہی سوال کیا گیا موصوف نے جواب دیا تراویح کے بعد تہجد پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۸۲)

مزید تحقیق کیلئے ہمارا رسالہ''نماز تراویح وتہجد میں فرق'' کا مطالعہ کیجئے

سوال نمبر 10 :...... جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح با جماعت کو بدعت کہا ہے تو یہ سنت کیسے ہے؟

جواب ...... بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی معنی ہے یعنی نئی چیز دوسرا شرعی معنی یعنی اپنی طرف سے کوئی چیز بنا کر اس کو دین کا جزء بنا دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مراد لغوی معنی ہے یعنی پورا ماہ تراویح ایک امام کے پیچھے پڑھنا نیا طریقہ ہے لیکن اچھا ہے جیسا کہ مساجد کو پختہ بنانا، مساجد کے مینار ومحراب، اسپیکر میں اذان، اور جدید آلات جہاد اور تمام جدید مفید ایجادات وغیرہ جدید طریقے ہیں لیکن اچھے ہیں اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی لغوی معنی کے اعتبار سے نعم البدعۃ کہا ورنہ شرعی معنی کے اعتبار سے کوئی بدعت بھی اچھی نہیں ہوتی یہ اصول بھی مدنظر رہے کہ خلفاء راشدین کے جاری کردہ طریقہ کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کہا ہے اور اس کو امت پر لازم کیا ہے اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین فرما کر اس کے سنت ہونے پر مہر نبوت ثبت فرما دی ہے اس لیے خلفاء راشدین کی سنت بھی سنت رسول قرار پاتی ہے اور اس کا منکر علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کے حکم رسول اور سنت رسول کا منکر ہے پھر بیس تراویح با جماعت کے سنت ہونے پر خلفاء راشدین، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور پوری امت کا اجماع ہے اس لیے بیس تراویح کے سنت ہونے کا انکار کرنا اور صرف آٹھ تراویح کو سنت قرار دینا بدعی عقیدہ ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ اہل سنت نہیں بلکہ اہل بدعت ہیں۔

غیر مقلدین سے بیس سوالات

ایک تا دس سوالات ص12 ص20 ص21 ص26 ص30 ص37 پر ملاحظہ کریں

سوال نمبر 11 ...... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ مسجد میں تراویح پڑھی ہے؟

سوال نمبر 12 ...... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا مہینہ تراویح با جماعت پڑھی ہے؟

سوال نمبر 13 ...... کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں کبھی پورا مہینہ اس طرح تراویح پڑھی ہے کہ

رات کے اول حصہ میں تراویح ختم کر دیتے ہوں؟

سوال نمبر 14 ...... کیا نبی پاک ﷺ نے تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کیا ہے؟

سوال نمبر 15 ...... نبی پاک ﷺ تراویح میں جو قرآن پڑھتے تھے اس کے پاروں اور سورتوں کی ترتیب کیا تھی؟

سوال نمبر 16 ...... نبی پاک ﷺ تراویح میں سات قراءتوں میں سے کون سی قراءت پڑھتے تھے عاصم کوفی کی قراءت یا کسی اور قاری کی قراءت؟

سوال نمبر 17 ...... نبی پاک ﷺ نے فرمایا فرض نماز کے علاوہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھے غیر مقلدین مرد و زن اس کے خلاف مسجد میں تراویح کیوں پڑھتے ہیں؟

سوال نمبر 18 ......ایک آدمی مسجد میں آیا چار تراویح ہو چکی ہیں وہ پہلے فرض پڑھے یا تراویح میں شامل ہو جائے؟

سوال نمبر 19 ......اگر تراویح کے درمیان میں آنے والا شخص تراویح میں شامل ہو جائے اور فرض بعد میں پڑھے تو وہ تراویح دوبارہ پڑھے یا اس کی نماز تراویح ہو گئی ہے؟

سوال نمبر 20 ......ایک آدمی امام کی آخری چار تراویح میں شامل ہوا اس کے بعد امام نے وتر شروع کیے تو یہ آدمی پہلے وتر پڑھے یا پہلے تراویح پوری کرے؟

صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

نشر بالخیر شعبان سنۃ 1433ھ